۲/۲ 498975/366

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

ا۔ اشراق اور چاشت کی نمازیں دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں یا یہ در حقیقت ایک ہی نماز کے دو نام ہیں؟ اور اگر یہ دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں تو:

۲۔ اشراق کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے کتنے منٹ بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے؟

۳۔ چاشت کی نماز کا وقت اشراق کی نماز کے کتنے منٹ بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے؟

۴۔ زوال کا وقت (جو عام طور پر موجودہ نقشوں میں درج ہوتا ہے) میں نماز کا عدم جواز کب تک رہتا ہے کہ اس کے بعد ظہر کا وقت شروع سمجھا جائے؟

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۳۱/۱۷۷۱
جامعہ دار العلوم کراچی

المستفتی: محمد احمد۔

ضلع خانیوال۔

0313 -9378855

(جواب منسلک ہے)

۲

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

(۱،۲،۳) ....واضح رہے کہ اشراق اور چاشت کی نمازیں وقتِ استحباب کے لحاظ سے دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں اگرچہ احادیث میں ان دونوں کے لئے "صلاۃ الضحی" کا لفظ استعمال ہوا ہے اور "صلاۃ الضحی" اس نماز کو کہا جاتا ہے جو طلوعِ آفتاب کے بعد نصف النہار تک کسی بھی وقت پڑھی جائے، البتہ اشراق کی نماز کا بہتر وقت یہ ہے کہ جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے یعنی اس کی کرنیں واضح ہو جائیں، اس کا اندازہ بعض حضرات نے طلوع آفتاب سے دس، بارہ منٹ بعد کا لگایا ہے اور بعض حضرات نے پندرہ منٹ بعد کا لگایا ہے۔

اور چاشت کی نماز کا بہتر وقت ربعِ نہار (دن کا ایک چوتھائی حصہ) کے بعد کا ہے یعنی طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک جتنا وقت ہے اس کو چار حصوں میں تقسیم کر کے جب اس میں سے ایک حصہ گزر جائے تو یہ چاشت کا بہتر وقت ہے، مثلاً اگر (6) بجے آفتاب طلوع ہو کر (6) بجے غروب ہوتا ہے، تو دن کا ایک چوتھائی حصہ (۹) بجے ہے لہذا (۹) بجے سے زوال تک چاشت کی نماز پڑھنے کا مستحب وقت ہے۔

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح - (ج ۴ / ص ۵۷)

وعنه أي عن أنس قال قال رسول الله من صلى الفجر في جماعة ثم قعد يذكر الله أي استمر في مكانه ومسجده الذي صلى فيه فلا ينافيه القيام لطواف أو لطلب علم أو مجلس وعظ في المسجد بل وكذا لو رجع إلى بيته واستمر على الذكر حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين قال الطيبي أي ثم صلى بعد أن ترتفع الشمس قد رمح حتى يخرج وقت الكراهة وهذه الصلاة تسمى صلاة الاشراق وهي أول صلاة الضحى كانت أي المثوبة وأبعد ابن حجر فقال أي هذه الحالة المركبة من تلك الأوصاف كلها له كأجر حجة وعمرة

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/ ۲۲)

(و) ندب (أربع فصاعدا في الضحى) على الصحيح من بعد الطلوع إلى الزوال ووقتها المختار بعد ربع النهار.

البحر الرائق - (ج ۴ / ص ۲۴۳)

وَلَمْ يَذْكُرْ الْمُصَنِّفُ مِنْ الْمَنْدُوبَاتِ صَلَاةَ الضُّحَى لِلِاخْتِلَافِ فِيهَا فَقِيلَ لَا تُسْتَحَبُّ لِمَا فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ مِنْ إنْكَارِ ابْنِ عُمَرَ لَهَا وَقِيلَ مُسْتَحَبَّةٌ لِمَا فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ { أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُصَلِّي الضُّحَى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَاءَ } وَهَذَا هُوَ الرَّاجِحُ.. قلت: وفي شرح المنية عن الحاوي ووقتها المختار إذا مضى ربع النهار

جاری ہے۔۔۔

Scanned by CamScanner

حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح (ص: ٣٩٥)

وروي أنه ﷺ أمر أن يقرأ في صلاة الضحى بالشمس وضحاها والضحى وتمامه في شرح البدر العيني على البخاري قوله: "وابتداؤه من إرتفاع الشمس" ووقتها المختار إذا مضى ربع النهار لحديث زيد بن أرقم أن رسول الله ﷺ قال: "صلاة الأوابين حين ترمض الفصال" رواه مسلم

البحر الرائق – (ج ۴ / ص ۲۴۴)

وَلَمْ أَرَ بَيَانَ أَوَّلَ وَقْتِهَا وَآخِرَهُ لِمَشَايِخِنَا هُنَا وَلَعَلَّهُمْ تَرَكُوهُ لِلْعِلْمِ بِهِ وَهُوَ أَنَّهُ مِنْ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ إلَى زَوَالِهَا كَمَا لَا يَخْفَى ثُمَّ رَأَيْت صَاحِبَ الْبَدَائِعِ صَرَّحَ بِهِ فِي كُتُبِ الْأَيْمَانِ فِيمَا إذَا حَلَفَ لَيُكَلِّمَنَّهُ الضُّحَى فَقَالَ أَنَّهُ مِنْ السَّاعَةِ الَّتِي تَحِلُّ فِيهَا الصَّلَاةُ إلَى الزَّوَالِ وَهُوَ وَقْتُ صَلَاةِ الضُّحَى ا ھ

(۴) .... دائمی نقشہ میں دیئے گئے وقتِ زوال سے پانچ منٹ پہلے زوال کا وقت شروع ہوتا ہے اور پانچ منٹ میں یہ وقت ختم ہو جاتا ہے البتہ نماز پڑھنے میں احتیاطاً مزید پانچ منٹ کا انتظار کر لینا بہتر ہے، مثلاً اگر زوال کا وقت بارہ بجے ہے تو گیارہ بج کر پچپن منٹ سے لیکر بارہ بج کر پانچ منٹ کے درمیان کوئی نماز نہ ادا کی جائے۔(ماخذہٗ التبویب بتصرف ۲۱/۴۱۵)

واللہ اعلم بالصواب

محمد تقی رنگونی

دار الافتاء دار العلوم کراچی

۲/ ربیع الثانی/ ۱۴۳۷ھ

۱۳/ جنوری/ ۲۰۱۵ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

بندہ عبد الرؤف سکھروی عفی عنہ

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۲/ ربیع الثانی/ ۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح

بندہ ابراہیم عیسیٰ

۲-۴-۱۴۳۷ھ

دار الافتاء